مولانا محمد مغیرہ(جامع مسجد احرار چناب نگر)

قاتل المشرکین والمرتدین ، محبوب رسول

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انبیاء علیہم اسلام کا انتخاب، انتخاب خداوندی ہے ایسے ہی ہمارے آقا حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کا انتخاب بھی انتخاب خداوندی ہے جن کو منتخب کر کے اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کے دلوں میں ایمان کو مزین کیا۔ ایسی شخصیات اس قابل ہیں کہ ان سے محبت کی جائے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کی انتہاء کر دی جو امت کے تمام افراد کے لیے اسوہ حسنہ ہے۔

ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر صحابی سے بہت پیار و محبت تھی۔ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ ہوں یا معاویہ رضی اللہ عنہ یا یزید بن ابی سفیان، طلحہ و زبیر ہوں یا مروان بن حکم اور وحشی بن حرب جس صحابی کا تذکرہ کیا جائے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی سے خصوصی تعلق تھا عمومی طور پر کسی سے پیار اس کے حسن کی وجہ سے کیا جاتا ہے یا کسی بڑے آدمی سے کسی نسبت کی وجہ سے کیا جاتا ہے مگر ہمارے آقا حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے پیار و محبت اس سے ماوریٰ ہے دیکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ سے پیار کر رہے ہیں جبکہ اسامہ رضی اللہ عنہ ایک آزاد کردہ غلام زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور والدہ محترمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ایک آزاد شدہ خاتون ہیں۔ خاندانی اعزاز ہے نہ دنیاداری میں ممتاز اور نہ ہی شکل و صورت میں حسن و جمال ہے مگر آپ کو اسامہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی پیار ہے جیسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔

کتب سیر گواہ ہیں اور خود سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں چھوٹا بچہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر مجھے جبکہ دوسری ران پر سیدنا حسن کو بٹھاتے اور پیار کے ساتھ ہم دونوں کو سینے سے لگاتے اور پھر یوں بارگاہ الہیٰ میں دعاء فرماتے۔ ''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما''۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی چوکھٹ سے پھسل کر گر پڑے جس سے ان کا چہرہ زخمی ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اس کے چہرہ سے مٹی دور کر دو میں نے کچھ گریز کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ کو صاف کر دیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر اسامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے اور غالباً کسی کام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو کر ادھر اُدھر ہو گئے۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے واپسی کو کچھ موٴخر کر دیا اور انتظار کرتے رہے بالآخر جب اسامہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے وہاں سے اس وقت چلنے کا قصد فرمایا جس پر بعض ناپختہ طبائع کے لوگوں نے جن کا تعلق یمن کے ان افراد سے تھا جو ابھی ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے (شکل و صورت کو دیکھ کر کہ ناک چپٹی ہے رنگ کالا ہے) کہنے لگے ہم اس کالے کلوٹے کیوجہ سے اب تک روک رکھے گئے؟

ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دربار کسی عام حاکم کا نہیں بلکہ رحمۃ للعلمین کا دربار ہے جن کے ہاں شکل و صورت کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ ایمان کی دولت ہی کافی ہے جو انسان کی سب سے بڑی خوبی ہے اور اس سے بھی واقف نہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کتنا پیار ہے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حلہ (جوڑا) تقریباً تین سو دینار کا خریدا جس کو پہن کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پھر اتار کر اسامہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد پیار تھا یہی وجہ ہے کہ تقسیم وظائف میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوئے اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ زیادہ مقرر کر دیا جس پر آپ کے بیٹے نے بجا طور اعتراض کیا کہ ابا جی کیا وجہ ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ میرے سے زیادہ مقرر کر دیا گیا ہے جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ پیار و محبت کرتے تھے۔

اکثر بیشتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنے ساتھ بٹھا لیتے تھے فتح مکہ اور حجتہ الوداع کے موقع پر بھی اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ سواری پر سوار تھے۔

اس کائنات میں بڑے بڑے بڑے حاکم بڑے بڑے اچھے اخلاق والے گذرے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی خوبیوں والے انسان کا کائنات میں کہیں اتہ پتہ نہیں ملتا جس دربار سے لاکھوں افراد نے عزت و قدر پائی اسی دربار سے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو عزت و وقار مل رہا ہے تو اسی دربار سے بلال رضی اللہ عنہ کی قدر دانی ہو رہی ہے ایک طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عزت مل رہی ہے تو دوسری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو عزت کی بلندیوں پر پہنچایا جا رہا ہے جو بھی اس دربار میں ایک لمحہ کے لیے دربار کی شرائط پر پورا اتر کے آیا اس نے ہی دربار محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مقام پا لیا۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لجپال ذات تھی آپ نے کبھی کسی کی محبت کو نہیں ٹھکرایا اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قدر پیار کرنے کی کئی وجوہ ہیں مگر نمایاں یہ بھی ہے کہ وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جو بکتے بکتے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور پھر آپ کے ہی ہو کر رہ گئے سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا ان میں زید کا نام بھی شامل ہے۔

ان کو حضور کے منہ بولے بیٹے کا شرف بھی حاصل ہے جس کا عرب میں رواج تھا مگر قرآن نے اس رسم کو ختم کر دیا جس کے بعد اپنے حقیقی باپ کی نسبت سے یاد کئے جاتے رہے۔

زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پیار تھا جس کی مثل تاریخ میں نہیں ملتی جس کا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے جس کو ترمذی شریف میں بروایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا گیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ زید بن حارثہ علیہ السلام مدینے پہنچے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف فرما تھے۔ زید رضی اللہ عنہ آنے دستک دی تو آپ بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس وقت آپ پورے کپڑوں میں موجود نہ تھے زید رضی اللہ عنہ کے پاس جانے میں اتنی جلدی کی کہ چادر جسم سے گری جا رہی تھی بڑھ کر زید رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا معانقہ فرمایا اور بوسہ دیا سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پہلی دفعہ دیکھا اور اس کے بعد کبھی آپ کو یوں دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔

زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت و پیار ہی کی وجہ سے آپ نے اپنے والد سے ورثہ میں ملی ہوئی لونڈی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا محترمہ ام ایمن رضی اللہ عنہ کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا جس سے اسامہ رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں جوان ہوئے اس لیے ان کا دل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شفقت و عنایت سے لبریز تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہ بن زید مجھے سب سے زیادہ

محبوب ہے اور مجھے امید ہے وہ تمہارے صالحین میں سے ہونگے اس لیے اس کی نسبت بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ جس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اسامہ رضی اللہ عنہ زندگی کی چودہ بہاریں دیکھ چکے تھے باپ کی وفات سے تین سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کا جھنڈا دیکر ایک لشکر کا سپہ سالار بنادیا جس میں بطور سپاہی سیدنا ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم بھی تھے اس لشکر کو ۲۶ صفر المظفر ۱۱ ہجری اتوار کو رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ فرمایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری لشکر تھا جسے تاریخ کے اوراق لشکر اسامہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

بدھ کے دن سے آپ کی طبیعت مبارک ناساز ہونا شروع گئی تاہم باوجود ناساز طبع جمعرات کو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے نشان بنا کر اسامہ کو دیا جسے لیکر اسامہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے بعد مدینہ کے کچھ فاصلہ پر واقع مقام جرح میں مجاہدین کو جمع کرنا شروع کیا۔ سرعت کے ساتھ ... ین وانصار صحابہ جمع ہونا شروع ہو گئے جبکہ آپ کی طبیعت مبارک روز بروز ناساز ہوتی چلی گئی جس کے باعث حضرت عباس و ... علی رضی اللہ عنہما سپہ سالار سے اجازت لے کر تیمارداری کی غرض سے واپس مدینہ آ گئے اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ ... بھی اجازت لے کر آپ کی تیمار داری کے لئے حاضر ہوتے رہے اور آپ کی طبیعت کے ناساز ہونے کے باعث ... پر رکا رہا سوموار کو صبح جب آپ کی طبیعت کچھ ساز گار ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جس کی خبر پاتے ہی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے لشکر روانہ کرنے کا قصد کیا۔ روانگی کی تیاری ابھی ابتدائی مراحل میں تھی کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آدمی بھیج کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نزع میں ہیں کچھ دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر بھی پہنچ گئی جس کے باعث تمام مجاہدین واپس مدینہ لوٹ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال پر ملال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ وسلم کے جانشین مقرر ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے امور خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلے جو کام انجام دیا وہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا جب لشکر روانہ کرنا چاہا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اس وقت حالات بڑے ناساز ہیں۔ ہر طرف سے ارتداد کی خبریں آ رہی ہیں اور مدینہ پر دشمن کے حملہ کرنے کی خبریں موصول ہو رہی ہیں ان پریشان کن حالات میں لشکر کا روانہ کرنا مناسب نہیں اس لئے لشکر ملتوی کر دیا جائے۔

لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کو ایمانی قوت، شجاعت و بہادری، حوصلہ و استقامت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی انہوں نے جواباً کہا کہ اگر مجھے یقین دلادیا جائے کہ اس لشکر کے روانہ کرنے کے بعد مجھے تنہا پا کر درندہ مجھے پھاڑ ڈالے گا تب بھی اس لشکر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود روانہ کر گئے ہیں۔ کبھی نہ روکوں گا چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ جو لوگ اس لشکر میں شامل تھے وہ تیاری کریں اور مدینہ سے باہر لشکر میں جلد اکٹھے ہو جائیں اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے سایہ میں جمع ہو گئے۔

چنانچہ جب لشکر کے تمام افراد جمع ہو گئے تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جو ان کے ماتحت سپاہی تھے) کو بلا کر امیر المومنین کو پیغام بھیجا کہ

چونکہ بڑے بڑے لوگ سب میرے ساتھ جمع ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن اس کی اطلاع پا کر کہیں مدینہ پر حملہ نہ کر دے یہ پیغام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چل رہے تھے کہ کچھ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک پیغام بھیجوا دیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ چونکہ ابھی نو عمر (سترہ سال کی عمر میں) ہیں اور پھر یہ کہ غلام زادے ہیں بہتر ہے کسی معمر شخص جو شریف النسل ہو سپہ سالار مقرر کر دیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنچتے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے

سیدنا اسامہ کا پیغام دیا جس کے جواب میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی سابقہ الفاظ دہرائے اور فرمایا ان سے جاکر کہو کہ آپ اطمینان سے راہ جہاد میں نکلیں اور اگر بستی خالی ہوجانے پر کوئی درندہ مجھے اکیلے پا کر اٹھا لے جائے تو اس کا کوئی خوف اور اندیشہ نہیں مگر جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لیے روانہ کردیا تھا ان کا واپس کرنا کسی صورت میں درست نہیں سمجھتا۔

اس کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار صحابہ کا پیغام پہنچایا جس کو سنتے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ ان کے دلوں میں ابھی غرور و تکبر کا اثر باقی ہے یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پیدل ہی چل پڑے لشکر کو آن پہنچے اور خود ہی لشکر کو تیار کر کے روانہ کیا اور خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی رکاب میں باتیں کرتے ہوئے چلنے لگے جس پر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ اے خلیفہ رسول یا تو آپ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہوجائیں یا میں اپنی سواری سے نیچے اتر کر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا ہوں جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اسامہ رضی اللہ عنہ میں کبھی سوار نہ ہوں گا اور تجھے اترنے کی ضرورت نہیں اور میرے پیدل چلنے سے کیا نقصان ہوگا کہ تھوڑی دور راہ خدا میں بطریق مشایعت تمہاری رکاب میں پیدل چلوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ طریق عمل انصار کے جواب کے لیے کافی تھا آپ کو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی رکاب میں اس طرح پیدل چلتے دیکھ کر تمام لشکر حیران رہ گیا اور سب کے دلوں میں فرمانبرداری اور خلوص کے جذبات پیدا ہوگئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار لشکر اسامہ کے ساتھ چلتے چلتے کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں۔ جب واپس لوٹنے لگے تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو عمر رضی اللہ عنہ میری مدد اور مشورے کے لئے میرے پاس رہ جائیں جس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت عمر کو مدینہ میں رہنے کے لیے اجازت مرحمت فرمادی۔

اس جگہ قابل توجہ یہ بات بھی ہے کہ خلیفہ رسول رضی اللہ عنہ خود اپنے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم صادر فرماسکتے تھے۔ مگر نسق و نظم کا خیال کرتے ہوئے سپہ سالار لشکر سے اجازت چاہنا ضروری سمجھا۔

بہرحال لشکر پوری آب و تاب سے روانہ ہوا اور منزل مقصود پر پہنچ کر رومیوں سے جہاد شروع کردیا۔ رومیوں کو اپنے پر بڑا ناز تھا مگر مسلمان مجاہدین نے رومیوں کے ساتھ اس انداز سے جنگ لڑی اور شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا مسلمانوں سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا اور مسلمان نصرت خداوندی سے کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوئے۔

اس لڑائی میں بے شمار قیدی اور بے بہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ابتدائی طور پر لشکر کی روانگی انتہائی خطرناک معلوم ہوتی تھی، مگر اس کے نتائج اسلام اور مسلمانوں کیلئے بے حد مفید ثابت ہوئے۔

مسلمانوں کی رومیوں پر فتح کی خبریں چہار دانگ عالم پھیل گئیں اور تمام مسلم دشمن سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ وہ کونسی طاقت ہے جو مسلمانوں کی فتح کا سبب اس وقت بنی جب مسلمانوں کے رہنما کے انتقال سے ان کے حالات پریشان کن اور ناساز تھے اور ہر مسلمان اپنے رسول کے انتقال سے غم زدہ تھا اگر ان حالات میں ان کی طاقت میں کمی نہیں آئی تو پھر آئندہ کے لیے ان سے جنگ سوچ کر کرنی چاہیے اور یہی وجوہ تھیں کہ دشمن ابھی حملہ کرنے والے تھے اور اب چند دنوں کے بعد ان کے حوصلے ایسے خودبخود پست ہوئے کہ ہر کسی کو اپنی جان کی پڑ گئی جو کل پریشانی کے بادل مسلمانوں کے لیے منڈلا رہے تھے۔ وہ بجائے مسلمانوں کے خلاف برسنے کے ہوا میں تحلیل ہوگئے۔ اور مسلمانوں نے تائید ربانی سے ہر جگہ پر کفر کے چھکے چھڑا دیئے جہاں بھی کفر سے برسرپیکار ہوئے ذلت و رسوائی کفر کا مقدر بنی اور اسلام سربلند ہوتا گیا کہ اسلام نے ہمیشہ سربلند ہی رہنا ہے۔